قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ یکم اپریل 2020ء   7 شعبان 1441 ہجری قمری   جلد: 2 | شمارہ: 79

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۳﴾

(لقمٰن: 14)

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

خداتعالیٰ واحد ، لاشریک ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ وہ مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ اسے ایسا کرنے کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ ہمیں اس طرح پیدا نہیں کر سکتا جس طرح اس نے ہمیں پہلے پیدا کیا ہے اور مجھے گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میری ذات صمد یعنی بے نیاز ہے اور نہ میرا کوئی بیٹا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں یعنی نہ میں کسی کا بیٹا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہوسکتا ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 317)

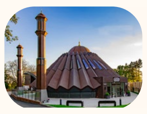

فرمان خلیفہ وقت

نماز قائم کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ بڑے درد کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگرسارا گھر غارت ہوتاہوتو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہر گز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے اور لذات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خداتعالیٰ نے نماز بنائی ہے۔“ کہ ایک بندے کا اور خدا کا جو ہمیشہ کا تعلق ہے اس کو قائم رکھنے کے لئے نماز بنائی ہے۔ ”اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے۔ جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہو تی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسا ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کرکے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591-592)

(خطبہ جمعہ مورخہ 15فروری 2008ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

میری باتوں کو ضائع نہ کریں

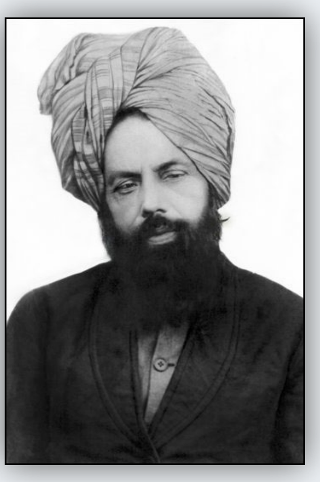

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پس میں پھر پکار کر کہتاہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستاں گو کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں ،بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے،کی ہیں۔ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو۔

ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ بہت خطرناک حالت ہے۔یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے۔تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔یعنی نزع کی حالت ہی سے میں اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى (طٰہٰ: 75)یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا ۔اس کے لئے ایک جہنم ہے،جس میں نہ مرے گا اور نہ ہی زندہ رہے گا۔یہ کیسی صاف بات ہے۔اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و امان میں ہو ۔اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مُردوں سے بدتر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مردہ ہی ہوتا ہے اور نہ ہی زندہ کہلا سکتا ہے۔پس اسی پر قیاس کر لو کہ جہنم کے دردناک عذاب میں کیسی بری حالت ہو گی۔“

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 123)

اس شمارہ میں

- تربیت اولاد کیلئے جدید ایجادات کے بداثرات سے بچنا ضروری ہے
- حضرت گوتم بُدھ علیہ السلام کا مقام
- ایک فضول رسم ۔ اپریل فول
- مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے تحت واقفین نو کی پہلی تبلیغی کلاس

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو ہر احمدی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ ہماری اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہی ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوتا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہمیں دوسرے مسلمانوں سے بھی اور غیروں سے بھی ممتاز کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا جیسا کہ آپؑ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ مقصد بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ وہ راستے دکھانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے راستے ہیں۔ بندے کے تقویٰ کے معیار کو ان بلندیوں پر لے جانا ہے جس سے وہ خداتعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو اور یہی باتیں ہیں جو ہمیں اس تاریک کنویں میں گرنے سے بچائے رکھیں گی جس سے ہم یا ہمارے باپ دادا نکلے تھے۔ جو باتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائیں وہ کوئی نئی باتیں نہیں ہیں۔ دراصل تو یہ باتیں اس تعلیم کی وضاحت ہیں جو خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دی ہیں۔ یہ وہی باتیں ہیں جنہیں آنحضرتﷺ نے اپنے اُسوہ سے ہمارے سامنے پیش فرمایا اور اس کے وہ اعلیٰ معیار قائم فرمائے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 5) اور یقیناً تو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ اور مومنوں کو یہ حکم ہے کہ جو اُسوہ اس رسول ﷺ نے قائم فرمایا اور جو قائم کر دیا اس پر چلنا تمہارا فرض ہے۔ اور پھر وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعۃ: 4) کہہ کر یہ بھی اعلان فرما دیا کہ آخری زمانہ میں ایک تاریکی کے دور کے بعد جب مسیح و مہدی مبعوث ہو گا تو وہ حقیقی اور کامل نمونہ ہو گا اپنے آقا و مطاع کے اُسوۂ حسنہ کا۔ پس یہ دور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے۔ یہ دور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی تصویر ہمارے سامنے رکھی، یہ اصل میں اسی دور کی ایک کڑی ہے جو آنحضرتﷺ کا دور ہے۔ کیونکہ اصل زمانہ تو تاقیامت آنحضرتﷺ کا ہی زمانہ ہے اور یہ بیعت بھی جو ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتا ہے آنحضرتؐ کے حکم سے ہی کرتا ہے۔ پس ایک مومن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر یہ تجدید عہد کہ وقت کی دُوری نے جس عظیم تعلیم اور جس عظیم اُسوہ کو ہمارے ذہنوں سے بھلا دیا تھا اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم ان نیکیوں پر کار بند ہونے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حِلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔‘‘ (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

پس یہ ہے وہ کام جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کی پاک ہدایتوں پر قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ یعنی جس گند میں ایک انسان ڈوبا ہوا ہے اس سے کوشش سے نکالوں۔ جس کنویں میں گرا ہوا ہے اس میں سے کھینچ کر نکالوں۔ کھینچنا ایک کوشش چاہتا ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر دوسرے کو انسان کھینچ کر اس تکلیف سے باہر نکالتا ہے جس میں دوسرا پڑا ہوتا ہے یا جس مشکل میں کوئی گرفتار ہوتا ہے۔ پس یہ ہدایتوں کی طرف کھینچنا مدد کرنے والے سے ایک تکلیف کا مطالبہ کرتا ہے اس لئے اس تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ نے ایک جگہ یوں بھی فرمایا کہ میں کس دِقّت سے مُنادی کروں تا لوگ ہدایت کے چشمہ کی طرف آئیں۔ اور پھر دیکھیں کہ اس اظہار ہمدردی کا کیا معیار ہے جو انسانیت کے لئے آپؑ کے دل میں تھی کہ صرف یہی نہیں کہ کھینچنا ہے اور گند سے یا تکلیف سے باہر نکال دینا ہے بلکہ اس روشن راستے پر چلانا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا۔ اور راستے پر چلانے کے لئے مستقل راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ روشنی صرف چند قدم کی نہیں ہے بلکہ اس راستے کی طرف لے جانے کے لئے روشنی مہیا کرنی ہے جو خداتعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ جس کی ایک منزل کے بعد دوسری منزل آتی ہے۔ جس کی ایک منزل پر پہنچ کر اگلی منزل پر پہنچنے کی بھڑک اور تڑپ اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس یہ روشنی بھی ایک مستقل روشنی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے تمام دیوں کو روشن کرنے سے ملتی ہے۔ ہدایت کی ایک منزل پر پہنچ کر ہدایت کی اگلی منزل کے راستے نظر آنے لگتے ہیں۔ اخلاق کی ایک منزل پر پہنچ کر اخلاق کے دوسرے اعلیٰ معیار نظر آنے لگتے ہیں۔ پس یہ ایک مسلسل کوشش ہے ہدایت دینے والے کے لئے بھی اور ہدایت پانے والے کے لئے بھی۔ جس کے اس زمانے میں اعلیٰ ترین نمونے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے قائم فرمائے۔ اس لئے کہ ہم اس روشن راستے پر ہمیشہ سفر کرتے چلے جائیں اور نہ صرف خود ان روشن راستوں پر چلنے والے ہوں بلکہ رحمۃ للعالمینﷺ کے ماننے والے ہونے کی وجہ سے دوسروں کو بھی اس راستے پر چلانے کی کوشش کریں۔ پس ایک احمدی کی یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ایک تو عہد بیعت کو پورا کرتے ہوئے اس راستے پر ہمیشہ چلتے رہنے کی کوشش کرے۔ دوسرے اپنے ہم قوموں کو، اپنے قریبیوں کو ان روشن راستوں کی نشاندہی کرتے ہوئے چلانے کی کوشش کرے۔ لیکن کیا طریق اختیار کرنا ہے، کیا حکمتِ عملی اپنانی ہے؟ اس کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دیا کہ میرے آنے کا مقصد سختی اور تلوار سے دنیا کی اصلاح نہیں ہے۔ ڈنڈے کے زور پر ان راستوں پر نہیں چلانا بلکہ حِلم اور خُلق اور نرمی سے ان راستوں پر ڈالنا ہے۔

پس آپؑ نے حلم اور خلق کے جو اعلیٰ نمونے دکھائے وہ اس عظیم اُسوہ حسنہ کے نمونے تھے جو آنحضرتﷺ نے قائم فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر کے اندر بھی، دوستوں میں بھی، اپنے فوری ماحول میں بھی اور غیروں اور دشمنوں میں بھی وہ نمونے قائم کئے جو حِلم وخُلق اور رفق کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ کیونکہ دلوں کو فتح کرنے کا یہی ایک طریق ہے‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 4۔اپریل 2008ء)

ہم وہ ہیں

ہم وہ نہیں کہ جن سے زمینیں وفا کریں
ہم وہ ہیں جو کہ فضل پہ ذکرِ خدا کریں

ہم وہ نہیں خدا پہ جو رکھتے نہیں یقین
ہم وہ ہیں جو کہ جان بھی اس پہ فدا کریں

ہم وہ نہیں جو عُسر پہ ہر عہد توڑ دیں
ہم وہ ہیں جو کہ صبر سے ہر التجا کریں

ہم وہ نہیں خدا سے کریں جو شکایتیں
ہم وہ ہیں جو خدا کی رضا پہ رضا کریں

اسحٰق عاجز

ایڈیٹر کے قلم سے

تربیت اولاد کے لئے جدید ایجادات کے بداثرات سے بچنا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ:اے مومنو! اپنے نفوس اور آل اولاد کو آگ سے بچا کر رکھو۔ (التحریم:7)

پھر فرماتا ہے:

ترجمہ:اے مومنو! تمہیں تمہارے اموال اور اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ (المنافقون:10)

تربیت کے لغوی معنی

تربیت اولاد جیسے اہم موضوع پر قدم مارنے سے قبل تربیت کے لفظ کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ تربیت کا لفظ ربّ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں پالنے والا، پرورش کرنے والا۔ گویا ماں باپ اپنی آل اولاد کے مجازی طور پر رب ہوتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں والدین کی عزت و حرمت اور حسن سلوک کو اپنی توحید کے ذکر کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ تربیت کے لفظ کے اور بھی معنی ملتے ہیں۔ جیسے اولاد کو بلندی پر چڑھانا خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی۔ تربیت کے ایک معنی مالی اور باغبان کی طرح درخت کو کانٹ چھانٹ کر اور گوڈی کر کے خوبصورت بنانے اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ بنانے کے بھی ہیں۔ انگلش میں تربیت کے معانی کے لئے Cultivation کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ تربیت کے ایک معنی تھپکی دینے کے بھی ہیں ۔ بظاہر یہ معنی اولاد کی تربیت پر اس طرح اطلاق نہیں پاتے لیکن اگر گہرائی میں جاکر دیکھاجائے تو والدین کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت میں سختی نہ ہو۔ نرمی، پیار اور تھپکی و شاباش دے کر کام کروایا جائے۔ تربیت کے ایک معنی Breeding کے ہیں۔ جس طرح ماں دودھ پلاتے یا غذا دیتے وقت اپنے بچوں کو پیار کی نظر سے دیکھ رہی ہوتی ہے اور اندر ہی اندر دل کی گہرائی سے دعائیں دے رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح والدین اپنے بچوں کے اخلاق، اچھے اوصاف، اچھے طورطریق اور روحانی امور Breed کریں۔

تربیت کے ایک اہم معنی نرسنگ کے ہیں۔ والدین کو نرس بھی کہا جاتا ہے ۔ جس طرح ہسپتالوں میں اور اعلیٰ گھرانوں میں بھی بعض کمزور افراد کے لئے نرس رکھنے کا رواج ہے جو دیکھ بھال کرتی اور اُسے سکھلاتی ہے ۔ اسی طرح ماں باپ ، اپنے بچوں کو جو بظاہر کمزور و ناتواں ہوتے ہیں، کی دیکھ بھال کرتے اور نرس کی طرح روحانی و مادی doze دیتے رہتے ہیں۔ تربیت کے معنوں میں ایجوکیٹ کرنا ڈسپلن میں لانا، تیار کرنا بھی ہیں۔ ان تمام کی وضاحت چھوڑتے ہوئے انگلش کے ایک معنی Training کو لیتا ہوں۔ ڈکشنری میں لکھا ہے کہ یہ لفظ Train سے مشتق ہے۔ جس طرح ریل گاڑی پٹری پر سیدھا چلتی ہے اور انجن اپنی Power سے نہ صرف ڈبوں کو کھینچتا ہے بلکہ ڈبوں کے اندر Power بھی مہیا کرتا ہے ۔ اس طرح والدین جو انجن کا کام دیتے ہیں ۔ اپنی خداداد Power (طاقت) سے اپنے بچوں کو جو ریل گاڑی کے ڈبے ہیں دینی ، اخلاقی اور روحانی طاقت و انرجی سے اس طرح مستفیض کرتے رہیں کہ جس طرح ریل گاڑی پٹری پر چلتی ہے اسی طرح ان کی آل و اولاد دین کی دی ہوئی تعلیمات کی پٹری پر چلتی رہے اور والدین بطور مربی کام کریں اور اپنی اولاد کو مُرَبیّٰ کے طور پر دینی ڈکشنری کی زینت بنائیں۔ مُرَبیّٰ کے معانی وہ پھل ہوں گے تربیت کے نتیجہ میں نکلے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے انجن اور ڈبوں کی مثال خلیفہٴ وقت اور احباب سے دی ہے اور خلیفہ بھی روحانی باپ کے زمرہ میں آتا ہے۔

اولاد کے لغوی معنی

جہاں تک اولاد کے لغوی معنوں کا تعلق ہے ۔ ہم عمومی طور پر اس سے اپنے بال بچے مراد لیتے ہیں جبکہ لغات میں اس سے نسل ، افراد خاندان اور آل و عیال کی تعلیم و تربیت مراد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ جماعت کے بچے بھی آپ کی اولاد ہیں۔ جن کی تعلیم وتربیت آپ کی ذمہ داری ہے۔

جدید ایجادات کے نقصانات

جدید ایجادات کے تناظر میں آج کے دَور میں والدین کی ذمہ داریوں میں بے انتہا اضافہ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ جدید ایجادات کی وجہ سے دنیا جتنی جلدی سمٹ کر ایک گلوبل ویلج کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ عالمی معاشرتی بُرائیاں ساری دنیا کے معاشروں میں سرایت کر گئی ہیں اور جدید ایجادات اور مواصلاتی نظام کے غیر محتاط استعمال سے دنیا کے ہر معاشرے میں اخلاقی، سماجی ، روحانی بُرائیوں میں نہ صرف اضافہ دیکھنے میں آیاہے بلکہ ان کو بین الاقوامی بُرائیوں کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ ان بڑھتی ہوئی معاشرتی بد اخلاقیوں سے اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے باقاعدہ مورچے بنا کر اور قلعہ بند ہو کر جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ مادی جنگیں آج کے جدید دَور میں بھی مورچے اور قلعہ بند ہو کر لڑی جاتی ہیں۔ اسی طرح آج اس روحانی جنگ کو ہر گھر بلکہ گھر کے ہر کمرہ اور کونہ میں بچوں کی نگرانی کے مورچے بنا کر لڑنی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات جمعہ، خطابات اور بچوں کی کلاسز میں بارہا ان معاشرتی بُرائیوں سے بچنے کی تلقین کر چکے ہیں۔ جو موبائل فون، آئی پیڈ، لیپ ٹاپ، ٹی وی، انٹر نیٹ، فیس بک اور سکائپ وغیرہ جیسے مہلک ذرائع سے پیداہو رہی ہیں۔

مشرکانہ مجالس

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مقام پر جماعت کو بد رفیق اور خراب مجلسوں سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’ہم تو مشرکانہ مجلسوں میں نہیں بیٹھتے لیکن یاد رکھیں کوئی مجلس ہو جیسے انٹر نیٹ ہے یا ٹی وی ہے یا کوئی ایسا کام ہے اور مجلس ہے جو نمازوں اور عبادت سے غافل کر رہی ہے وہ مشرکانہ مجلس ہی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21۔اپریل 2017ء)

پھرانٹرنیٹ کے استعمال کے تناظر میں فرمایا۔

’’شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آسکتا ہے۔‘‘

ٹیکنالوجی عبادت کی راہ میں حائل

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ٹیکنالوجی کے بے جا استعمال کو عبادت کی راہ میں حائل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’بُرائیوں میں سے آج کل ٹی وی، انٹر نیٹ وغیرہ کی بعض بُرائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے۔ اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجتاً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لئے اُٹھنا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹر نیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لئے اٹھنا ان کے لئے مشکل ہوگا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں ۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ (خطبہ جمعہ 20مئی 2016ء)

پھر فرمایا:

’’اگر دنیا کی خواہشات بڑھ جائیں، ٹی وی ڈراموں اور انٹرنیٹ پر اتنے مگن ہوں کہ نمازوں میں تاخیر ہوجائے تو پھر خدا کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس محبت کے حصول کے لئے اپنی خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔‘‘

(کلاس وقف نو 8۔اکتوبر2011ء)

پھر ایک اور موقع پر فجر کی نماز کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

’’ہر کام میں صبح کے وقت تازہ دم ہو کر جوکام انسان کرتا ہے اس کے نتائج بہترین ہوتے ہیں۔ آجکل کے ان لوگوں کی طرح نہیں جو ساری رات یا رات دیر تک یا تو انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں یا ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں یا اور دنیاوی کاموں میں ملوث رہتے ہیں۔ اُن کی رات نیند پوری نہیں ہوتی۔ صبح اٹھتے ہیں تو ادھ پچدّی نیند کے ساتھ، اس میں نماز کیا ادا ہو گی؟ اور ان کے دوسرے کاموں میں کیا برکت پڑے گی۔ ہر شخص چاہے دنیا دار بھی ہواپنے بہترین کام کے لئے تازہ دم ہو کر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ پوری توجہ سے کام ہو۔ اس کام کے بہترین نتائج ظاہر ہوں۔‘‘

پس آپ نے فرمایاکہ ’’اس طرح تمہیں یہ بھی تلاش کرنا چاہئے کہ تمہارے دعاؤں کے بہترین اوقات کیا ہیں؟ وہ کیفیت کب پیدا ہوتی ہے جب دعا قبول ہوتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15مارچ 2013ء)

بے حیائی پھیلنے کا ذریعہ

جدید ایجادات سے جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’آج کل کی دنیاوی ایجادات ٹی وی ہے، انٹرنیٹ وغیرہ ہے اس نے حیا کے معیار کی تاریخ ہی بدل دی ہے ۔ کھلی کھلی بےحیائی دکھانے کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بے حیائی نہیں ہے۔ پس ایک احمدی کی حیا کا یہ معیار نہیں ہونا چاہئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ پر کوئی دیکھتا ہے۔ یہ حیا نہیں ہے بلکہ ہوا و ہوس میں گرفتاری ہے۔ بے حجابیوں اور بے پردگی نے بعض بظاہر شریف احمدی گھرانوں میں بھی حیا کے جو معیار ہیں ، الٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ زمانے کی ترقی کے نام پر بعض ایسی باتیں کی جاتی ہیں ، بعض ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں جو کوئی شریف آدمی دیکھ نہیں سکتا چاہے میاں بیوی ہوں۔ بعض حرکتیں ایسی ہیں جب دوسروں کے سامنے کی جاتی ہیں تو وہ نہ صرف ناجائز ہوتی ہیں بلکہ گناہ بن جاتی ہیں۔ اگر احمدی گھرانوں نے اپنے گھروں کو ان بیہودگیوں سے پاک نہ رکھا تو پھر اُس عہد کا بھی پاس نہ کیااور اپنا ایمان بھی ضائع کیاجس عہد کی تجدید انہوں نے اس زمانہ میں زمانے کے امام کے ہاتھ پہ کی ہے۔ بُرائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ

ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ انہی بیہودگیوں کا اثر ہے کہ پھر بعض لوگ جو اس میں ملوث ہوتے ہیں تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور اسی وجہ سے پھر بعضوں کو اخراج از جماعت کی تعزیر بھی کرنی پڑتی ہے ۔ ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خداتعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔“

(خطبہ جمعہ 15جنوری 2010ء)

پھر فرمایا:

”جیسا کہ میں نے کہا لباس بےحیائی والا لباس ہوتا چلا جارہا ہے۔ پھر بڑے بڑے اشتہاری بورڈ کے ذریعہ سے، ٹی وی پر اشتہارات کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ پر اشتہارات کے ذریعہ سے بلکہ اخباروں کے ذریعہ سے بھی اشتہار دیئے جاتے ہیں کہ شریف آدمی کی نظر اس پر پڑ جاتی تو شرم سے نظر جھک جاتی ہے اور جھکنی چاہئے۔ یہ سب کچھ ماڈرن سوسائٹی کے نام پر ، روشن خیالی کے نام پر ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا یہ زینت اب بے حیائی بن چکی ہے یعنی زینت کے نام پر بے حیائی کی اشتہار بازی ہے۔

(خطاب لجنہ جرمنی 29جون 2013ء)

ننگے و عریاں مناظر دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے

ٹی وی اور انٹر نیٹ پر گندے و عریاں مناظر و فلمیں دیکھنے کو زنا قرار دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں بعض احمدی گھرانوں میں بھی اس بُرائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں پہلے تو روشن خیالی کے نام پر ان فلموں کو دیکھاجاتا ہے۔ پھر بعض بد قسمت گھر عملاً ان بُرائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ جو زنا ہے یہ دماغ کا اور آنکھ کا زنا بھی ہوتاہے اور پھر یہی زنا بڑھتے بڑھتے حقیقی بُرائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے ۔ ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی ،ہماری اولادیں برباد ہو گئیں ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹر نیٹ پر بھی نظر رکھیں۔“

(خطبہ جمعہ 23۔اپریل 2010ء)

پھر حضور انور نے فرمایا:

”عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا ، ان میں مکس اپ ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک پر یا کسی اور ذریعہ سے چیٹ (Chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔“

(خطبہ جمعہ 13جنوری 2017ء)

بچوں کو موبائل نہ دیں

بچوں کو موبائل فونز دینے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”پھر آج کل یہاں بچوں میں ایک بڑی بیماری ہے ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے ۔ آپ کون سا بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہے ۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے ۔ کیونکہ فون سے پھر غلط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ فون سے لوگ رابطے کرتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں اس لئے فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔“

(خطاب سالانہ اجتماع اطفال جرمنی 16ستمبر 2011ء)

برے چینلز بلاک کر دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ایسے چینل والدین کو بھی بلاک کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہوں۔ ایسے مستقل لاک (lock) ہونے چاہئیں۔ اور جب بچے ایک دو گھنٹے جتنا بھی ٹی وی دیکھنا ہے دیکھ رہے ہیں تو بیشک دیکھیں لیکن پاک صاف ڈرامے یا کارٹون۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالہ اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے۔“

(خطاب لجنہ اجتماع جرمنی 17ستمبر 2011ء)

پھر فرمایا:

”بار بار میں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھاکریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں ان پر بھی نظر رکھیں۔“ (خطبہ جمعہ 13دسمبر 2013ء)

پھر فرمایا:

”ماں باپ کو ہدایت کریں کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں۔ ہر وقت کمپیوٹر اور موبائل فون ہاتھ میں رکھنا مناسب نہیں۔ جو مائیں کمپیوٹر نہیں جانتیں وہ سیکھ لیں تا کہ بچوں پر نظر رہے۔“

فیس بک کی قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

”یہ بے حیائیوں کی ترغیب دیتاہے جو آپس کے حجاب ہیں، ایک دوسرے کا حجاب ہے، اپنے راز ہیں ان حجابوں کو توڑتا ہے ۔ رازوں کو فاش کرتا ہے اور بے حیائیوں کی دعوت دیتا ہے ۔ اس سائٹ کو بنانے والا جو ہے اس نے خود یہ کہا ہے کہ میں نے اسے اس لئے بنایا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ انسان جو کچھ ہے وہ ظاہر و باہر ہو کر دوسرے کے سامنے آجائے اور اس کے نزدیک ظاہر و باہر ہوجانا یہ ہے کہ اگر ننگی تصویر بھی کوئی اپنی ڈالتا ہے تو بیشک ڈال دے اور اس پر دوسروں کو تبصرہ کرنے کی دعوت دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اناللہ۔ اسی طرح دوسرے بھی جو کچھ دیکھیں کسی بارے میں اس میں ڈال دیں۔ یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کی حالت میں ایک احمدی ہی ہے جس نے دنیا کو اخلاق اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار بتانے ہیں۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 26جون 2011ء)

انٹر نیٹ پر غیراز جماعت مردوں سے شادیاں اور ان کے نقصان

انٹرنیٹ کے ذریعہ سے غیروں سے روابط بڑھنے کی صورت میں شادیاں ہو جاتی ہیں۔ اس حوالہ سے جو نقصان گھرانوں کو پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں۔

” آج کل تو انٹرنیٹ ہے۔ آج سے پہلے بھی جہاں وہ عورتیں جنہوں نے غیراز جماعت مردوں سے شادیاں کی ہیں، اب پریشانی اور پشیمانی کا اظہار کرتی ہیں اور لکھتی ہیں کہ ہمارے سے یہ غلطی ہوگئی جو غیر از جماعت سے شادی کی۔اوّل تو بچے باپ کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں، غیرازجماعت باپ کی طرف، اس لئے کہ ان میں آزادی زیادہ ہے ......یاد رکھیں کہ آپ احمدی ماؤں کی کوکھوں سے نکلنے والے بچے غیروں کی گودوں میں دے رہی ہوں گی۔ کیوں آپ لوگ اپنے آپ پر اور اپنی نسلوں پر ظلم کر رہے ہیں؟“

(خطاب لجنہ اجتماع یوکے 19۔اکتوبر 2003ء)

اکائی ختم ہو رہی ہے

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر لجنہ کو ایک نصیحت و سبق آموز خطاب فرمایا۔ جس میں تفصیل سے ان جدید ایجادوں کے نقصانات پر روشنی ڈالی۔ آپ سیل فونز (Cell Phone) کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

”اس کا نقصان یہ ہے کہ گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ بچے بگڑ رہے ہیں۔ مائیں کھانے پر بلاتی ہیں اگر آجائیں تو ہاتھ میں فون ہوتے ہیں۔ پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتے ۔ اب تو بعض عقل والے دنیا دار بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ ہمارے گھر کی اکائی ختم ہو گئی ہے۔ میاں بیوی اکٹھے باتیں کرتے تھے ۔ اس کمپیوٹر اور فونز نے رشتوں کو توڑ دیا ہے۔ ہر عقل مند کو یہ ایجادات پریشان کر رہی ہیں۔“

پھر اسی خطاب میں حضور یورپ کے سکولوں میں مذہبی تعلیم پر پابندی کا ذکر کرتے ہوئے (اب تو یہ معاملہ احمدیوں کو پاکستان میں بھی درپیش ہے) آپ فرماتے ہیں۔

” آج کل کے ماحول میں بچے سکول میں دوسرے بچوں سے باتیں سیکھ رہے ہوتے ہیں اور سکول میں بھی سکھایا اور کہا جاتا ہے کہ کوئی دین اور مذہب نہیں سکھانا چاہئے بلکہ بڑا ہو کر خود اس کو اختیار دیا جائے جب ایسا ماحول ہو تو اگلی نسل کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ اگر ماحول اور تعلیمی درسگاہیں پابندی لگائیں کہ دین نہ سکھائیں تو اس سے زیادہ خطرناک بات نہیں ہو سکتی ۔ یقیناً یہ بےچین کر دینے والی باتیں ہیں ۔ ان دنیا داروں کی اپنی بات میں بھی تضاد ہے ۔ ایک طرف لا مذہب کر کے مذہب کے خلاف بولتے ہیں اور پھر تسلیم بھی کرتے ہیں کہ مذہب نے اخلاق سکھایا ہے۔ بہرحال انکار کرنے کے باوجود انہیں مذہب کی بعض باتیں ماننے کے بغیر چارہ نہیں۔ ایسے میں ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ،ہمیں بہت محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ اگلی نسلوں کو بھی بچانا ہے تا کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی بنتی چلی جائے۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 26جون 2011ء)

ایم ٹی اے ایک عظیم نعمت

اللہ تعالیٰ نے ان بے حیائیوں کے لیبر روم کے مقابل پر ہم پر احسان کرتے ہوئے ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہے۔ حضور اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”والدین بھی اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی ایم ٹی اے سے وابستہ کریں ۔ یہ بھی ایک روحانی مائدہ ہے جو آپ کی روحانی بقا کا ذریعہ ہے۔ اس سے آپ کا دینی علم بڑھے گا۔ روحانیت میں ترقی ہو گی اور (امامت) سے کامل تعلق پیدا ہو گا اور دنیا کے دوسرے چینلز کے زہریلے اثر سے بھی محفوظ رہیں گے۔“

(پیغام برائے جلسہ سالانہ آسٹریلیا 24دسمبر 2015ء)

پھر فرمایا:

”میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بدقسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے ۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی ، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس

طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ 20 مئی 2016ء)

پھر حضورانور نے ایم ٹی اے اور اس پر اپنے خطبہ کے سننے کی طرف یوں توجہ دلائی۔

”لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑ دے اور باقاعدگی سے اس کے پروگرام دیکھیں ۔ کم از کم اس بات کو یقینی بنائیں کہ میرا خطبہ جمعہ اور خلیفۃ المسیح کے دیگر پروگرام ضرور دیکھیں اور اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ ان کے بچے بھی بیٹھ کر یہ پروگرام ضرور دیکھیں۔“

(خطاب لجنہ اجتماع یوکے 25۔اکتوبر2015ء)

انصار کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام طبقہ ہائے فکر کو مخاطب ہو کر ان برائیوں سے بچنے کی نہایت درد بھرے دل کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بعض ماں باپ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں ۔ جماعتی نظام کا کام ہے کہ ان کو اس بارے میں آگاہ کریں۔ اسی طرح انصاراللہ ہے،لجنہ ہے، خدام ہے یہ تنظیمیں اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت بھی ان بُرائیوں سے بچنے کے پروگرام بنائیں۔ نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین اس کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ماں باپ کسی قسم کی کمزوری دکھائیں گے تو اپنے بچوں کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہوں گے۔ خاص طور پر گھر کے جو نگران ہیں یعنی مرد (انصار ہی زیادہ ترنگران ہوتے ہیں۔ ناقل) ان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولادوں کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں جس آگ کے عذاب سے خداتعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانہ کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ دنیا خاص طور پر دوسرے (غیرازجماعت) شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ ان کو کوئی ایسی لیڈر شپ ملے جو ان کی رہنمائی کرے۔ لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آکر رہنمائی مل رہی ہے ۔ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر بُرائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں پہلے روشن خیالی کے نام پر بعض غلط کام کئے جاتے ہیں اور پھر وہ بُرائیوں کی طرف دھکیلے چلے جاتے ہیں۔ تو یہ نہ ہی تفریح ہے ، نہ آزادی بلکہ تفریح اور آزادی کے نام پر آگ کے گڑھے ہیں۔

اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے۔مومنوں کو کھول کر بتا دیا کہ یہ آگ ہے ، یہ آگ ہے ، اس سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنی اولادوں کو بھی بچاؤ۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں ان کو بھی میں کہتا ہوں کہ یہ تمہاری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ اس لہو و لعب میں پڑا جائے۔ یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے تمہارے میں اور غیر میں فرق ہونا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 23۔اپریل 2010ء)

انیس احمد ندیم۔جاپان

اسلام کی نظر میں حضرت گوتم بُدھ علیہ السلام کا مقام

8دسمبر یوم بودھی کے موقع پرتائیوان کے شہر Tainanمیں

بدھ مت کے معبد میں اذان اور تقریر

8دسمبر کا دن بدھ مت کے پیرو کار یوم بودھی کے طور پر مناتے ہیں یعنی وہ دن جب حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کو عرفان نصیب ہوا اور انہوں نے اپنے مشن کاآغاز کیا۔Tainanکے ایک بدھ مت معبدRissho Koseikai Tainanکی طرف سے خاکسار کو اس دن کی مناسبت سے ”اسلام اور گوتم بدھؑ “ کے موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔تقریر کے بعد خاکسار نے اس معبد میں اذان دے کر نماز ادا کی اور اپنے معروضات کے علاوہ اذان کے ذریعہ بھی حاضرین کو یہ بات باور کروانے کی کوشش کی۔ خدا تعالیٰ کی توحید اور بڑائی کا عرفان ہی وہ گیان تھا جو حضرت گوتم بدھؑ کو نصیب ہوا۔

اس کانفرنس کے موقع پر خاکسار نے جو معروضات پیش کیں۔ قدرے تفصیل اور حوالہ جات کے ساتھ قارئین کی خدمت میں عرض کی جارہی ہیں۔

عہدعتیق کے برگزیدہ درویشوں اور اولیاء میں ایک اہم نام حضرت بدھؑ کا ہے۔ پیدائش کے وقت آپ کا نام سدھارتھ رکھا گیا جبکہ گوتم آپ کا خاندانی نام ہے۔جب آپ کو عرفان الٰہی نصیب ہوا تو اس کے بعد آپ کا نام بدھ پڑ گیا ۔ بدھ کا مطلب ہے دانا، عقلمند و بینا۔آپ چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندوستان کی ایک ریاست ”کپل وستو“ میں پیدا ہوئے جو کہ موجودہ نیپال میں واقع ہے۔آپ کے والد اس چھوٹی سی ریاست کے راجہ تھے گویاآپ ایک آسودہ حال گھرانے کے شہزادے تھے۔

حضرت بدھؑ کو نصیب ہونے والا گیان

روایات کے مطابق حضرت گوتم بدھؑ عین عالم جوانی میں اپنے گھر بار اور خواہشات کو خیرباد کہہ کر حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ۔پھر برسوں اسی تپسیا اور ریاضت میں بسر کئے لیکن کسی پل سکون اور قرار نصیب نہ ہوا۔

ایک دن آپ املی کے ایک درخت تلے مراقبہ کے انداز میں بیٹھے تھے کہ آپ نے دل میں روشنی اور اطمینان سا محسوس کیا۔گویا آپ کو اپنے سب سوالوں کا جواب مل گیا ہو۔یعنی آپ کو یہ گیان اور عرفان نصیب ہوگیا کہ محض تپسیا اور چلہ کشی نہیں بلکہ نیک اور پاکیزہ زندگی،میانہ روی اور دوسروں پر رحم ہی وہ عرفان ہے جس سے محبوب حقیقی کو پایا جاسکتا ہے ۔ پس یہ وہ نور اور گیان تھا جو حضرت بدھؑ کو عطا کیا گیا۔ گویا یہ خدا تعالیٰ کی پاک تجلّی تھی جس نے حضرت گوتم بدھؑ کے دل کو عرفان اور نور سے بھر دیا۔

حضرت گوتم بدھؑ ہستی باری تعالیٰ کے قائل تھے

اب سدھارتھ گوتم نے بدھ یعنی عارف کا لقب اختیار کرلیا، آپ گوشہ تنہائی سے نکلے اور دنیا کی تعلیم و تلقین کی غرض سے دیس بدیس پھرنا شروع کیا۔ پہلے بنارس پہنچے۔ پھر راج گڑھ گئے۔ پھر کپل وستو میں تشریف لائے جہاں آپ کے بوڑھے باپ راجا تھے۔وطن سے رخصت ہوتےوقت آپ شہزادہ تھے، اب جو واپس تشریف لائے توسادہ لباس ، ہاتھ میں کاسۂ گدائی،یعنی ایک درویشانہ روپ میں تھے ۔ برہمنوں کو تبلیغ کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کی اس مہم کے ساتھ جب آپ کوشالہ نامی علاقہ کا دورہ کر رہے تھے تو Manasaktaنامی گاؤں میں مقامی برہمنوں کے ساتھ ہونے والا مکالمہ جو Tevigga Suttana میں مرقوم ہے ، اس میں جا بجا یہ شہادتیں نظر آتی ہیں کہ آپ ناستک نہیں بلکہ آستک تھے اور خدا کے وجود کے اقراری تھے۔بدھ مت کی جن روایات سے یہ نتیجہ اخذکیا جاتا ہے کہ حضرت گوتم بدھ ناستک تھے دراصل وہ برہمنوں کے مروجہ عقائد کی تردید تھی ۔نیز محقّقین نے تحقیق کے لئے جو روش اختیار کی اس نے بھی اس غلط فہمی کو جنم دیا ۔

بدھ مت کو ملحدانہ مذہب خیال کرنے کی غلط فہمی

” 18ویں اور 19 ویں صدی کے مغربی محقّقین بدھ مت کے بارہ میں یہ عام غلط فہمی پھیلا نے کے ذمہ دار ہیں کہ یہ ایک ملحدانہ مذہب ہے ۔ اس سلسلہ میں ان کی معلومات کی بنیاد زیادہ تر بدھ علماء کے پالی زبان سے کئے گئے تراجم پر تھی جن کے متعصّبانہ اور ملحدانہ خیالات نے ان تراجم کو متاثر کیا ۔ ان مغربی محقّقین میں سے کم ہی پالی زبان کو سمجھتے تھے جو بدھ کی بنیادی تعلیم کا ماخذ تھی۔“

(الہام، عقل اور سچائی از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 118)

حضرت گوتم بدھؑ کے خدا تعالیٰ پر ایمان کے حق میں اُٹھنے والی تنہاء آواز

”مغربی مفکرین کے اس عمومی رجحان کے خلاف حضرت مرزاغلام احمد قادیانی علیہ السلام (1835-1908ء)نے تنہا آواز بلند کی اور ایک بالکل مختلف نظریہ پیش کیا ۔آپ نے دعویٰ کیا کہ مہاتما بدھ وجود باری پر ایمان رکھتے تھے ۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا ۔ آپؑ نے ثابت کیا کہ باقی انبیاء کی طرح حضرت بدھؑ بھی فرشتوں ، جنت دوزخ ، قیامت کے دن اور شیطان کے وجود پر ایمان رکھتے تھے ۔ للہٰذا یہ الزام کہ حضرت بدھؑ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، سرار اختراع ہے ۔ حضرت بدھؑ نے دراصل ویدانتا (وہ مذہبی عقائد اور اصول جو ہندوؤں کی مقدس کتب ویدوں میں موجود ہیں) کی نفی کی تھی اور ہندو مت کے خدا کے جسمانی شکل میں ظہور کے عقیدہ کو رد کیاتھا۔حضرت بدھؑ نے برہمنوں پر سخت تنقید کی جنہوں نے اپنی غلط تشریحات سے ہندومت کی الہامی تعلیمات کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا ۔“

(الہام، عقل اور سچائی از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ ص118)

دیکھتے ہی دیکھتےآپ کا پیغام عام ہونا شروع ہوگیا اور ساکیہ قوم کے بعد بہار اور آگرہ کے باشندے بدھ مت کی تعلیم سے آشکار ہوئےاور آج بدھ مت دنیا کا چوتھابڑا مذہب ہےاور ایشیا کے اکثر ممالک میں اسی کا راج ہے نیز حضرت گوتم بدھؑ کو نورِ ایشیا کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

پس حضرت گوتم بدھؑ کو جو قبولیتِ عام نصیب ہوئی اسی میں یہ راز اور سر پنہاں ہے کہ آپ ایک درویش صفت ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان صفات سے متّصف تھے جو انبیاء اور ماموین خدا کا خاصہ ہیں ۔

کروڑہا بندگانِ خدا میں مقبولیت آپ کی صداقت کی دلیل

امام الزماں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دُنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے اُن کو مان لیا ہے اور دُنیا کے کسی ایک حصہ میں اُن کی محبت جاگزیں ہوگئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گزر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل اُن کی سچائی کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی ۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب اُن کی کُرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے ۔"

(پیغامِ صلح ، روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 452)

حضرت بدھؑ کو حاصل ہونے والا گیان

عبادات ، ریاضتوں اور جاں گُسل مجاہدہ کے بعد حضرت گوتم بدھؑ کو جو گیان نصیب ہوا دراصل یہ خداوند کی تجلّی اور حق کی شناخت تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو نصیب ہوئی، بدھ مت کے مروجہ عقائد کے مطابق اس موقع پر آپ پر درج ذیل چار صداقتیں آشکار ہوئیں ۔

1۔معاشرہ میں ہر طرف دُکھ کا بسیرا ہے۔

2۔یہ دُکھ اور تکلیف خواہشات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

3۔خواہشات کو جس قدر دبایا اور کُچلا جائے اسی قدر دُکھ اور تکلیف سے بچا جا سکتا ہے۔

4۔عمل اور کردار کے ہشت پہلو راستہ پر عمل کرکے نروان یعنی نجات نصیب ہوسکتی ہے۔

نروان یا نجات کے حصول کا راستہ

بدھ مت کے فلسفہ کے مطابق نروان یا نجات درج ذیل آٹھ درست راستوں سے نصیب ہوسکتی ہے۔

1۔ درست فہم و ادراک
2۔ درست فکر و خیال
3۔ درست گفتار
4۔ درست عمل
5۔ درست ذریعہ معاش
6۔ درست جدو جہد
7۔ درست چتی و بیداری
8۔ درست توجہ اور دھیان

حضرت بدھؑ کو حاصل ہونے والا عرفان میانہ روی کا راستہ تھا برسہا برس کے مجاہدہ اور جاں گُسل ریاضت کے بعد دراصل حضرت گوتم بدھؑ کو یہ عرفان نصیب ہوا کہ نجات میانہ روی سے وابستہ ہے ۔ چنانچہ گیان نصیب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں جو "تری پٹک" کی کتاب Mahavagga میں The First Sermon کے نام سے درج ہے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"By avoiding these two extremes, monks the Tathagata has gained the knowledge of the middle path which leads to insight, calm, to knowledge to sambodhi , to Nibbana."

پس یہ خوبصورت اور متوازن تعلیم اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت گوتم بدھؑ خدا تعالیٰ سے ہدایت یافتہ پاک اور مصفّیٰ وجود تھے ۔آپ کی عطا فرمودہ تعلیم کا بنظر غور مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ انبیاء کو حاصل شدہ اوصاف سے متصف تھے اور آپ کے عقائد انہی بنیادوں پر استوار ہیں جو انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم میں ہی نظر آسکتے ہیں ۔ امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"ہم بیان کرچکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے اور یہ الزام کہ بدھ خدا کا منکر ہے محض افتراء ہے بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے ۔ ہاں وہ وید پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی محرّف ومبدّل کتاب خیال کرتا ہے۔"

(مسیح ہندوستان میں ، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 90)

اب رہا یہ سوال کہ اگر آپ دیگر انبیاء کی طرح پیغمبرانہ اوصاف رکھتے تھے تو آپ کا ذکر خیر قرآن کریم میں کیوں نہیں ہوا۔اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ:

کیا حضرت بدھؑ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایسے انبیاء بھی ہیں جن کے بارہ میں ہم کچھ بیان نہیں کر رہے۔

(النساء:165)

نیز ایک عام اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف ہادی بھیجے ہیں ۔

(الرعد:8)

نیز ایک اور موقع پر فرمایا کہ ہر امت میں رسول آئے۔

(یونس:48)

پس قرآن کریم کے اس اُصولی بیانیہ کی روشنی میں اس سوال کا جواب نہایت آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم ایک آفاقی تعلیم بیان کرتا ہے اور یہ اصول اختیار فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ملک و قوم کو اپنے فیض اور ہدایت سے محروم نہیں رکھا۔

حضرت گوتم بدھؑ کو پیغمبر ماننے والے مسلمان مشاہیر

بعض محقّقین امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت ذوالکفل اور حضرت گوتم بدھ علیہما السلام کو ایک ہی وجود قرار دیتے ہیں۔ قرآن کریم حضرت ذوالکفل کا ذکرتے ہوئے انہیں صابرین اور اَخیار میں سے قرار دیتا ہے ۔ اس امکان پر اظہار خیال کرنے والے محققین کی رائے ہے کہ حضرت ذوالکفل سے گوتم بدھ بھی مراد ہوسکتے ہیں ۔ کیونکہ آپ ریاست "کپل" کے رہنے والے تھے اور "ذو" عربی زبان میں والا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔عربی زبان میں چونکہ پ کا لفظ نہیں لہٰذا کپل سے کفل بن گیا ۔

مشہور مسلمان سیرت نگار اور مؤرخ سید سلیمان ندوی کا خیال ہے کہ: قرآن مجید کی آیت وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ کو پیش نظر رکھ کر مہاتما گوتم بدھ کا نظریہ ایک حد تک مانوس ہوجاتا ہے ۔

(المعارف۔ایڈیٹر سید سلیمان ندوی بابت ماہ جنوری 1922ء)

اسی طرح مولوی حشمت اللہ خان لکھنوی نے تاریخ جموں سے متعلق ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ سکیامنی (بدھ) ہندوستان کے انبیاء میں سے تھا۔"

(تاریخ جموں وریاست مفتوحہ گلاب سنگھ حصہ سوم صفحہ 258)

ڈاکٹرعلامہ محمد اقبال حضرت گوتم بدھ کے بارے میں منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی
آہ بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر
آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا
شمعِ حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی
آہ شودر کے لئے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے
برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں

اسی طرح ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی تصنیف جاوید نامہ میں جب اقبال اور رومی فلک قمر پر پہنچتے ہیں تو وہاں انہیں حضرت گوتم بدھ، حضرت زرتشت،حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضورﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے ۔ اس تخیلاتی مقابلہ میں حضرت گوتم بدھ کے ذریعہ ایک رقاصہ کے توبہ کرنے کی تمثیل بیان ہوئی۔

حضرت گوتم بدھؑ کا لایا ہوا دین آج ہندوستان سے لے کر جاپان تک کے وسیع خطۂ ارض میں پھیلا ہوا ہے۔آپ کو نورِ ایشیاء بھی کہا جاتا ہے۔ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ، درویش اور ولی تھے اور انہی صفات سے متّصف تھے جو انبیاء اور اَصفیاء کا خاصہ ہیں ۔ گوکہ بدھ مت کے موجودہ عقائد خدا کے وجود سے برگشتہ دکھائی دیتے ہیں لیکن حضرت گوتم بدھ کی حیاتِ مبارکہ اور پاکیزہ تعلیم اس بات کی عکاس ہے کہ آپ نے جس حقیقت کو پایا وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ اور محبت ہی تھی ۔

مسلمان علماء اور محقّقین کی ان موہوم سی آوازوں کو ایک نئی جہت اور گونج اس وقت نصیب ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کی برگزیدہ اور پاکیزہ صفات کا بانگ دہل اعلان کیا گیا اور "مسیح ہندوستان میں" میں آپ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت بیان فرمائی ۔آپ کی اقتداء میں خلفائے حضرت مسیح موعودؑ اور علمائے سلسلہ احمدیہ نے اس حوالہ سے نہایت قطعی مؤقف اختیار کرتے ہوئے آپ کی شخصیت اور تعلیم کو انقلاب انگیز قرار دیا۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ آپ کی تعلیم کے اثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اس تعلیم نے ایک ایسا تغیّر پیدا کیا کہ ہندوؤں کی عیاشیاں مٹا ڈالیں اور ان کو تباہی سے بچا لیا ۔ جب حضرت بدھ پیدا ہوئے اس وقت دام مارگیوں کا بڑا زور تھا جن کا مذہب یہ ہے کہ ماں بہن سے زنا کرنا بڑا ثواب کا کام ہے ۔ یہ لوگ اب بھی موجود ہیں..........اس وقت جب ان کا بڑا زور تھا حضرت بدھ نے خواہشات کو مٹانے کی تعلیم دی ۔ اس وقت تو اس تعلیم کی کوئی ایسی قدر نہ کی گئی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس تعلیم نے لوگوں کی حالت بدل دی۔"

(حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے،انوارالعلوم جلد10ص 116)

نیز آپؓ فرماتے ہیں ۔

"دراصل وہ (بدھ) نبی تھا اور خدا تعالیٰ کا قائل تھا۔"

(نجات ۔ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 52)

ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا کہ۔

"اس نے خدا تعالیٰ کو پالیا اور اس کا نام بدھ یعنی عقل مجسم ہوا۔"

(عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ۔
انوار العلوم جلد 11صفحہ 230)

امۃ الباسط ایاز۔ لندن

ایک فضول رسم ۔ اپریل فول

آج کچھ لکھنے کا موڈ تھا مگر مجھے کوئی ٹاپک یعنی ’عنوان‘ نہیں مل رہا تھا کہ کس کے متعلق قلم کو جنبش دوں۔اتنے میں گارڈن کی طرف نگاہ پڑی تو پھولوں کی کیاریوں میں پھول کھلے ہوئے رنگ رنگ کے نظر آئے ۔ درمیان میں گھاس بھی سبز ہوکر Fur کی طرح ہلکی ہواکے جھونکوں سےایک لہر میں ادھر جاتی دوسری لہر میں دوسری جانب ۔ میں نے سوچا کہ آج Lawn Mower سے اس کو صاف اور ہموار کرنا چاہئے ۔میں ضرور شام کوکروں گی۔ ابھی یہ سوچا ہی تھا کہ ڈاکیا میری ڈاک دروازےمیں رکھ کر چلا گیا۔ میں نے جوکھڑکی سے باہر جھانکا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک پارسل جو خاصہ بڑے سائز کا تھا ساتھ ہی پڑا ہے جو میرے نام ہی تھا۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا کہ بچوں کو پارسل کھولنے میں ، تہ بہ تہ ورق اُتارنے میں مزا آتا ہے اور خوش ہو ہو کر کاغذ پھاڑ کر پھینکتے جاتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں ہے کیا؟ اور یہ کس نے بھیجا ہے ؟ اب میں تو کچھ لکھنے کی کوشش میں تھی کہ فون کی گھنٹی بجی کہ تم گھر بیٹھی کیا کر رہی ہو ؟آج تو تمہیں تمہاری سہیلی نے اور بھی سہیلیوں کے ساتھ اپنے گھر دوپہر کے کھانے پر بلایا ہے اور میں تمہیں لینے آرہی ہوں بس جلدی سے تیار ہو جاؤ ۔ وہ انتظار کر رہی ہے اور اس نے مجھے ہی کہا تھا کہ اس وقت باسط کے پاس کار نہیں ہوتی ڈاکٹر صاحب لے جاتے ہیں وہ کیسے آئے گی ۔ تم ہی ساتھ لے آنا۔ یہ باتیں کہہ کر رومانہ نے فون رکھ دیا۔ میں ذرا جزبز کرنے ہی والی تھی کہ پھر دروازے کی گھنٹی بجی۔ دروازہ کھولنے پر پتہ چلا کہ ننھی کے پاؤں پاؤں چلنے کی خوشی میں ریحانہ برفی کی پلیٹ لائی ہے ۔ میں نے مبارک باد دیتےہوئےریحانہ سے معذرت کی کہ میں نے ابھی کہیں جانا ہے آپ کو بیٹھنے کے لئے نہ کہہ سکوں گی مگر تمہارےگھر مبارک باد دینے ضرور آؤں گی مگرر یحانہ نے جاتے جاتے منہ بسور کےیہ کہہ کرزوردارقہقہہ بھی لگایاکہ اری پگلی ذرا ہوش کرو میں نے تو تمہیں فول Fool بنایا ہے ابھی تومیری بیٹی صرف 6 ماہ کی ہے چلنے کیسے لگے گی ! اور ہاں یہ برفی بھی دھیان سے کھانا اور چل پڑی۔ میں نے کہا ایسی کون سی بات ہے ورق لگی خوبصورت پستہ بادام کی برفی جو ایک دم تازہ اور نرم محسوس ہورہی تھی ، میں نے جھٹ اس کے سامنے ہی منہ میٹھا کرنا چاہا تو کیا تھا اور کیا ہوا یہ جان کر آ پ کوبھی افسوس ہوگا کہ صابن کے سفید ٹکڑوں پر سجاوٹ کر کے لائی تھی اور مجھے فول بنا کریعنی تکلیف دےکر خودخوش ہورہی تھی ۔ ایسامذاق تکلیف دہ بھی ہوتا ہے اور انسان کی بد نماشخصیت کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ بھلا کیا فا ئدہ ایسا کرنے کا ؟بیوقوف بننا آسان ہوتا ہے بنانا مشکل ہوتا ہے اورجولوگ بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو جائیں وہ تھوڑی دیر کے لئے تو خوش ہوتے ہیں اپنے کارنامے پر۔ کوئی کہتا ہے خوب اُلو بنایاتمہیں اتنا بھی یاد نہیں کہ آج یکم اپریل ہے.ابھی منہ ہاتھ دھو کر اور بار بار ابکائیاں لے کر میرا تو بُرا حال ہورہا تھا کہ وہ آن ٹپکی چلو جلدی چلو سب تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور یہ حال کیا بنا رکھا ہے تم نے؟ چہرہ سرخ ہورہا ہے۔کیاکھایا ہے؟ میں نے جواب دیئے بغیر اس کے سامنے جلدی جلدی تیار ہونا شروع کر دیااوراپنی سب سے پیاری سہیلی کی اس احمقانہ حرکت کا ذکر اس سے نہ کیا کہ اس نے ایسے برفی کی جگہ صابن مجھے کھلا کر فول بنایا ہے اور میں ہرگز کوئی شک نہ کرسکی ۔ اب ہم تھوڑی دیر میں موسم کے مزے لیتے ہوئے کار میں دعوت دینے والی سہیلی کے گھر پہنچے ۔ دروازہ اس نے ہی کھولا دروازہ کھلتےہی تقریباً بیس کے قریب سہیلیاں یک زبان ہو کر السلام علیکم کی بجائے اپریل فول پکار اٹھیں اورمیں اپنے دوسری بار بیوقوف بننے پر پھر سے نادم ہوگئی بلکہ اب تو کافی غصہ میں آ کر ان سب کوتبلیغ ہی کرنے لگی کہ اے مسلمان لڑکیو !سلام کا جواب ہی دیا ہوتا۔ نہ سہی کوئی پارٹی وغیرہ مگر اسلامی اخلاق کو تو نہ بھولو۔سب نے ہی منہ بسور لئے کہ اس کوتو بس سنجید ہ لوگ ہی اچھے لگتے ہیں حالانکہ بات یہ نہیں ہے میں کم ہوں کسی سے شوروغل اور ہنسی مذاق کرنے میں مگر موقع محل پر ہربات اچھی لگتی ہے۔ آخر ہم کون ہیں؟ چلو میں تم سب کو کچھ اس دن کے متعلق معلومات دیتی ہوں کہ یہ کیا رسم ہے جو عیسائیوں میں رائج ہے اور ہر سال یکم اپریل کوکسی کو دھوکہ دے کرفریب دے کر، جھوٹ اور نا واجب ہنسی مذاق اور کئی فضول شغل اور حرکات سے ایک دوسرے کو فول یعنی بیوقوف بنا کر اس کا مذاق اڑایا جا تا ہے اور ایسی ایسی باتیں جو مذاق میں بھی کرنا غیر موزوں اور معیوب خیال کی جاتی ہیں اس دن کے موقع پر روارکھی جاتی ہیں ۔

شام کوتو جو پارسل کا مذاق میرےبچوں کے سامنے میرا بنا وہ بیان سے باہر ہے۔ میں تیارہو کرایک اور سہیلی کے گھر چل پڑی اور یہ کہتے ہوئے کہ دعوت ہے کوئی تحفہ ہی لے جاتی چلو خیر راستےسے florist سے تھوڑے پھول ہی لے لوں گی میں نے کوٹ نقاب لیا اور چل پڑی ابھی ذرا فاصلے پر ہی تھی کہ ثمین بڑی تیز تیز چلتی ہوئی آئی کہنے لگی کہاں جا رہی ہو اور یہ پھول کتنے خوبصورت اور خوشبو دار لئے جا رہی ہو کون ہے وہ پیارا یا پیاری ؟ یہ سب باتیں اس نے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالیں اور مجھے گلے ملنے لگی اور میرے ہاتھ سے پھول لیتے ہوئے کہہ اٹھی کہ کاش مجھے بھی کبھی کوئی ایسے خوبصورت پھول تحفہ میں دے۔ میں نے کہا اری پگلی کاش نہ کہو بلکہ لویہ پھول تمہارے لئے ہی لا رہی ہوں جلدی میں بس یہی تحفہ ہے اور کیا بتاؤ کہ باقی سب مہمان سہیلیاں آگئی ہیں کیا؟ اس نے حیران ہو کر پوچھا کون سہیلیاں اورکہاں اورکب کیا پو چھ رہی ہو؟ تم دیوانی تو نہیں ہوگئیں بہکی بہکی سی باتیں کر رہی ہو۔ میں نے کہاتم نے تو چار بجے کی چائے پر بلایا ہے Text Message کا پیغام ملنے پر چلی آ رہی ہوں لوپوچھ لو ۔ اسی سے یہیMessage رومانہ نے بھی سنا ہے۔ وہ بھی تو ساتھ ہے اِس پر دونوں سہیلیوں نے میرا fool بنا کر خوب مذاق اڑایا کہ تمہیں کچھ یاد ہی نہیں کہ آج یکم اپریل ہے اور ہم نے تمہیں فول بنایا ہے۔ میں تو بس چپ کی چپ منہ لٹکا ئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اپنی بیوقوفی پراور وقت ضائع کرنے پر ان فضول مذاق اور حرکتوں پر جو ہمارےمذہب اسلام میں ہرگز پسند نہیں کی جا تیں بھلا کیا ملا ان کو ایسے مذاق بنانے میں ۔

در اصل اپریل فول ایک بھیڑ چال کی طرح کی رسم بنتی جارہی ہے۔ اس کی افادیت تو ہے ہی نہیں اور نہ لوگ اس کی احمقانہ حرکتوں کو رواج دینے کا نقصان زیرِغور لا تے ہیں ۔ یہ بُری رسم عیسائیوں میں کیونکر پیدا ہوئی ؟ مؤرخین کا اس بارہ میں اختلاف ہے مثلاً بعض کے نزدیک یہ رسم سولہویں صدی عیسوی میں رائج ہوئی اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس زمانہ میں سال کا پہلا مہینہ اپریل کا مہینہ ہوا کرتا تھا لیکن 1684ء میں شاہ فرانس چارلس نہم نے اپریل کی بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا اور اسی وجہ سے عیسائی لوگ نئے سال کے آغاز پر ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے اور تفریحی مشاغل میں مصروف رہتے چونکہ سال میں ایک بار ہی کارڈ بھجوانے یا تحفہ دینےیا فون کرنے سے ہی سال کا آغاز ہوا کرتا تھااور اب تو باقاعدہ تیا ہی ہوتی ہے مہینوں پہلے پروگرام بنا کر کسی نہ کسی کو پریشان کیا جا تا ہے ۔ اپریل فول ڈے کی ایک اور وضاحت جوزف فاسٹن، جوبوسٹن Boston یو نیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں،نےکی ہے انہوں نے بتایا ہے کہ اس کا آغاز شہنشاہ روم کے زمانہ میں ہوا۔ اس کے دربار میں مسخروں کا ایک ٹولہ تھا جو لوگوں کی خوش طبعی کے لئے دربار میں موجود رہتا تھا تاکہ وہ کام اچھی طرح سے کر سکیں ۔

یہ واقعہ شہنشاہ کانسٹنٹائن Constantine کے زمانے کا ہے۔ ایک دفعہ اس نےاپنےایک مسخرےکو جس کا نام گوگل تھا ایک دن کے لئے بادشاہ بنا دیا۔ گوگل نے اپنی بادشاہت کے دن حکم جاری کیا کہ اس دن سارے نامعقول حرکتیں کریں ۔ کیسا بیہودہ بادشاہ ہوگا آپ تصوّر کر ہی سکتے ہیں جبھی تو بادشاہت بھی ایک ہی دن رہی۔ چنانچہ اس طرح سے یہ دن منانے کا رواج ہو گیا اور یہ دن منانے کی بنیاد پڑی ۔ عیسائیوں کے علاوہ دوسرے مختلف قبائل اور مذہب بھی اپریل میں خوش طبعی یا موسم بہار کی آمد پر فصل کی کٹائی شروع کرنے پر ایسے تہوار منا کر اپنی خوشی اور رونق کے سامان کرتے ہیں جو کہ اپر یل ہی کے مہینے میں ہوتے ہیں ، مثلاً رومن لوگ اس ماہ میں ایک تہوار مناتے ہیں جسے Hilaria کہتے ہیں جو25 مارچ کو ہوتا ہے جو کہ ہندو کیلنڈر کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی طرح یہودی بھی سال میں کسی وقت اسی قسم کے تفریحی دن کو رواج دےکر آغاز کرتے ہیں ۔ چین کے لوگ اپنے سال شروع ہونے پر کچھ اورقسم کی رسم مناتے ہیں اکثر میں ناچ گانا اور رت جگے منانا ، شراب پینا اور پارٹیوں میں فضول باتیں، ہنسی مذاق جائز و ناجائز کر گزرنا ہوتا ہے مگر ہمارا مذہب اسلام ان باتو ں کونا پسند کرتا ہے۔ فرانس میں سکولوں میں بچے اپنے ہیڈ ماسٹر اور ٹیچر کے کپڑوں پر سیاہی چھینکتے یا رنگ کی چھاپ لگا دیتے ہیں مذاق ہی کرنا مقصود ہوتاہے۔دراصل وضاحت اس قدرمشکل ہے کہ بتایا ہی نہیں جا سکتا کہ یہ رسم کب سے شروع ہوئی ۔ مختلف آراء ہیں،خیالات ہیں، اندازے ہیں ۔کچھ لوگ اس کو اپریل فول ڈے کہنے کی بجائے ’آل فولزڈے‘ یعنی سب بیوقوفوں یا احمقوں کا دن کہتے ہیں ۔ اب کون ہے ہم میں سے جو یہ کہلاناپسندکرے گا ؟ مگر عیسائی لوگوں کے زیر اثر آنے کی وجہ سے بعض کمزور مسلمان بھی اس رسم میں بُرابر کے شریک ہو جاتے ہیں ۔ جبکہ مذاق میں بھی جھوٹ بولنا منع ہے کسی بھی حدیث سے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ حدیث تو یہ ہے اِنْ قُتِلْتَ وَأُحْرِقْتَ

یعنی سچ کو مت چھوڑ و خواہ تم قتل کئے جاؤ۔ اتنا سخت تاکیدی حکم سچ کے بارہ میں پڑھ کر یاسُن کر کون ہے جوایسا کرے گا!

کذب کے بارہ میں ارشاد ہے کہ ’’اپریل فول‘‘ جو انفرادی صورت توکجا صرف تفریح طبع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس کے مطابق کذب وغیرہ سے کام لے تو اپنی نافرمانی کا خود ہی اندازہ کرسکتا ہے۔ ’’اپریل فول‘‘کی نسبت بھی اس زمانہ کے حکم و عدل کے ذریعہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نور القرآن حصہ دوئم صفحہ 221 پرتحریرفرماتے ہیں:

’’قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایاکہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں ۔ اور جھوٹوں پر شیطان نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایاکہ تم جھوٹ نہ بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اورسچوں کے ساتھ رہو۔‘‘

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ

’’جب تو کوئی کام کرے تو تیرا کلام محض صدق ہو ،ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتاؤ یہ تعلیمات انجیل میں کہاں ہیں؟ اگر ایسی تعلیمات ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں ؟ دیکھواپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔‘‘

المختصر یہ کہ اس بُری رسم سے ہم سب کو اجتناب کرنا چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس سے بچانے کے لئے اچھی طرح سے سمجھا دینا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور نیکی و تقوٰی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رُجاجۃ ،صفحہ259تا265)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بجھوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مشرف احمد(معاون صدر مجلس خدام الا حمدیہ یوکے)

مجلس خدام الا حمدیہ یوکے کے تحت واقفین نو کی پہلی تربیتی کلاس

وقف نو ڈیپارٹمنٹ مجلس خدام الا حمدیہ یوکے نے اس امر کو ضروری سمجھا کہ تمام واقفین نو کو وقف کی اہمیت اور اسلام احمدیت کی خدمت سے آگاہی دینے کے لئے ایک تربیتی کلاس منعقد کی جائے۔اس تربیتی کلاس میں واقفین نو نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تجویز کردہ مختلف Careers پر آگاہی حاصل کی۔ اس کے علاوہ وقف کی اہمیت پر بھی مختلف سیشنز منعقد کئے گئے۔ میدان عمل میں مصروف و خدمت بجا لانے والے واقفین نو نے بھی اپنے اپنے تجربات پیش کئے، نیز وقف کے لئے پیش کرنے کا تمام پراسس بھی بتایا گیا اور مجلس سوال و جواب بھی منعقد کی گئی۔ اس تربیتی کلاس کا سب سے اہم حصہ واقفین نو کی حضور انور ایدّ ہ اللہ کے ساتھ ایک نشست/ کلاس تھی جو کہ مورخہ 23 فروری2020ء کو ایوان مسرور اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی جس میں واقفین نو کی تعداد قریباً 800 تھی۔

واقفین نو کی یہ تربیتی کلاس مورخہ 22 فروری2020ء کو ایوان مسرور اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ افتتاحی اجلاس صبح 9:30 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم لقمان احمد کشور، انچارج وقف نو مرکزیہ نے کی۔

مکرم لقمان احمد کشور نے اپنے افتتاحی خطاب میں واقفین نو سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں مختلف نصائح کیں۔

افتتاح خطاب کے بعد واقفین نو کو وقف نو اسکیم پر ایک Documentary بھی دکھائی گئی جسے تمام شاملین نے بہت سراہا۔ بعد ازاں ایک اوپن فورم کا انعقاد ہوا جس میں چند مہمان بھی مدعو تھے اور اس فورم میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں واقفین نو کی ذمہ داریوں پر بات چیت ہوئی۔ بعد ازاں مکرم احمد فواد بھٹی کے ساتھ ایک اسکائپ ویڈیو کال کا اہتمام کیا گیا جو اِس وقت بطور واقف زندگی نائیجریا میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

اس اسکائپ ویڈیو کال کے بعد تمام واقفین نو کو عُمر کے اعتبار سے چار مختلف گروپس میں تقسیم کر دیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. 15-18 سال کے واقفین کو اِس وقت جامعہ میں متعلم دو مربیان کے ساتھ سیشن ہوا۔
2. وہ واقفین نو جو کہ Medicine کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں کا AMMA (Ahmadiyya Muslim Medical Association) کے ساتھ سیشن ہوا۔
3. 19-23 سال کے واقفین نو کے لئے 1 to 1 Career Guidance and Counselling کا بھی سیشن ہوا۔
4. اس کے علاوہ مختلف کیرئیر ڈیسک بھی رکھے گئے جہاں پر مختلف شعبہ ہائے زندگی / فیلڈز میں کام کرنے والے ہنر مند افراد Professionals مشورہ دینے کے لئے موجود تھے۔
5. آخر میں وہ واقفین نو جنہوں نے اپنا فیلڈ پسند کر لیا ہوا ہے اور اُس فیلڈ میں جاب/ پڑھائی کر رہے ہیں کا ایک پینل کے ساتھ سیشن ہوا جس میں اِن متعلقہ فیلڈز میں جماعت کی خدمت کرنے کے بارے آگاہی د ی گئی۔

نماز ظہر و ظہرانہ کے بعد ”TED TALK“ کے طرز پر ایک سیشن منعقد ہوا جس کا نام “ In the eyes of Waqifeen-e-Nau تھا۔” اس سیشن میں اُن چار واقفین نو کے ساتھ نشست ہوئی جو کہ اس وقت جماعت میں مختلف دفاتر میں خدمات بجالا رہے ہیں، یہ سیشن نماز عصر تک چلا۔

نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الا حمدیہ یوکے کے ساتھ ایک سیشن منعقد ہوا جو کہ نماز مغرب تک چلا ۔

بعد ازاں مکرم عابد خان کے ساتھ واقفین نو کا ایک سیشن ہوا جس میں اُنہوں نے اپنی ڈائری پیش کی۔

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد واقفین نو کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد رات کو سونے کا انتظام جامعہ احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ الحمدللہ اس تربیتی کلاس میں تمام واقفین نو کو حضور انور ایدّہ اللہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اس کلاس میں شاملین کی تعداد 467 رہی۔ اس تاریخی کلاس میں برطانیہ بھر سے واقفین نو نے شمولیت اختیار کی۔

اوقات طلوع و غروب

یکم اپریل 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	4:59	18:35
مدینہ منورہ	4:56	18:37
قادیان	4:54	18:48
ربوہ	4:35	18:30
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:40	19:36